

مکتوباتِ نبوی ﷺ کا دعوتی اسلوب اور مذاہبِ عالم

محمد عبداللہ *

دورِ اول سے ہی مکالمہ و مناظرہ کے دو طریقے رائج رہے ہیں، ایک بالمشافہ (Face to Face) جس میں دو افراد یا دو فریق دو بدو بیٹھ کر اپنے افکار و خیالات کا تبادلہ کریں دوسرا طریقہ بذریعہ تحریر ہے۔ گو اس کا مفہوم بھی خاصا وسیع ہے۔ تاہم ہمارے پیش نظر خطوط و مکتوبات ہیں۔ مکتوب نویسی کا رواج زمانہ قدیم سے ہی رہا ہے۔ مکتوبات کے ذریعے جہاں انسان کے بے ساختہ پن اور اس کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا اظہار ہوتا ہے وہیں اس کے افکار و خیالات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں رسول اکرم ﷺ کے مکتوبات پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ کتب حدیث و سیرت اور تاریخ میں رسول اکرم ﷺ کے تین سو کے قریب مکتوبات محفوظ ہیں۔ ان میں سے 139 ایسے خطوط ہیں جن کا اصل متن موجود ہے۔ 186 ایسے خطوط ہیں جن کا صرف مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ ماضی قریب میں چھ وہ خطوط ہیں جو اصل شکل میں دریافت ہو چکے ہیں۔ مکتوباتِ نبوی ﷺ کو مختلف حصوں میں یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱- دعوتِ پرہنی مکتوبات

۲- سرکاری احکاماتِ پرہنی مکتوبات

۳- جوابا ارسال کردہ مکتوبات

۴- متعین کردہ افراد کو ہدایتِ پرہنی مکتوبات - (۲)

مکالمہ بین المذاہب میں رہنمائی کے لیے یہاں ان مکتوباتِ نبوی ﷺ کا ذکر کیا جائے گا جو صلح حدیبیہ کے متصل بعد آپ نے مختلف فرمانرواؤں اور حاکموں کو روانہ کیے۔ ابن اسحاق کے مطابق صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کئی صحابہ کو ملوکِ عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف بلانے کے لیے بھیجا۔ (۳)

یہ سب خطوط دعوتی نوعیت کے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کی جامعیت اور اختصار کا بہترین نمونہ ہیں۔ ان سب پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے ان کے عناصر ترکیبی کچھ یوں سامنے آتے ہیں۔

۱- ہر خط کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا گیا ہے۔ (۴)

۲- عرب دستور کے مطابق مکتوب کے نام سے آغاز کیا گیا ہے۔

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(شہنشاہ فارس خسرو پرویز محض اس بات پر آگ بگولا ہو گیا کہ مکتوب نے اپنا نام میرے نام سے پہلے کیوں لکھا ہے۔)

نام میں 'من محمد ﷺ' کے ساتھ عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور رسول اللہ خصوصیت سے لکھا گیا ہے۔
(من محمد عبد اللہ و رسولہ)

دو خطوط میں صرف محمد رسول اللہ ہے۔ مکتوب میں یہ محض نام ہی نہیں بلکہ پیغام اور منصب کا اظہار بھی ہے اور مکتوب البہم کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید بھی کی گئی ہے۔ (۵)

۳۔ مکتوب الیہ کا نام مع القابات کے تحریر کیا گیا ہے۔

۴۔ امن و سلامتی کا مفہوم ادا کرنے والا جملہ بالعموم ان الفاظ پر مشتمل ہے۔

سلام علی من اتبع الهدی

۵۔ اما بعد کے بعد خط کا مفہوم نہایت جامعیت و اختصار کے ساتھ۔

۶۔ مکتوب الیہ کے حسب حال قرآن حکیم کی کسی آیت کا انتخاب

۷۔ ترغیب و ترہیب کے الفاظ

۸۔ ایک بار پھر و السلام علی من اتبع الهدی (۵)

۹۔ آخر میں مہر مبارک (۶)

نبی اکرم ﷺ نے جب ملوک عالم کی طرف خطوط و فرامین لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ بادشاہ اس خط کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے جس پر مہر نہ لگی ہو چنانچہ ایک مہر تیار کروائی گئی اور پھر خطوط کے آخر میں یہ مہر ثبت کی جانے لگی۔ ابن سعد اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

”ان رسول اللہ لما رجع من الحديدية في ذى الحجة سنة ست أرسل الرسل الي الملوك يدعوهم الي الاسلام و كتب اليهم كتباً فيقل يا رسول الله ان الملوك لا يقرؤن كتاباً الا مختوما ففصه منه نقشه ثلاثة أسطر: محمد رسول الله و ختم به الكتب۔“ (۷)

ابتداء میں یہ مہر سونے کی انگٹھی پر بنوائی گئی لیکن بعد ازاں اسے چاندی کی انگٹھی پر منتقل کروادیا گیا۔

مکاتیب نبوی ﷺ میں مکالمہ بین المذاہب کے اہم پہلو:

رسول اکرم ﷺ کے مکاتیب اس وقت کی دنیاوی لحاظ سے بڑی طاقتوں کے نام ہیں اور مختلف مذاہب و عقائد کے حاملین کے نام بھی ہیں۔ ان میں مشرکین عرب، یہودی، عیسائی اور زرتشتی (مجوسی) بھی شامل ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مکتوب آپ نے اہل سندھ کے نام ارسال فرمایا تھا جو نتیجہ خیر ثابت ہوا۔

اس لحاظ سے ان مکاتیب میں ایک طرح کا تنوع ہے اور عصر حاضر کے لیے رہنمائی کے کئی پہلو ہیں۔ کم و بیش

وہی طبقے آج بھی دنیا کے اندر موجود ہیں۔ یہاں ہم اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ ان مکتوبات سے مکالمہ بین المذاہب کے کون سے پہلو سامنے آتے ہیں۔

۱۔ کلمہ سِوَاء کی دعوت (مشترکہ امور کی طرف بلانا)

مکالمہ بین المذاہب کا پہلا اصول اور منہج جس کی طرف قرآن حکیم نے بڑی فصاحت کے ساتھ اشارہ کیا ہے وہ فریقین اور مخاطبین کے درمیان مشترکہ امور کی دعوت دینا ہے۔ ارشاد الہی ہے:

﴿قُلْ يَا هَلْ كِتَابُ تَعَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَأَن تُولُوا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (۸)

اے پیغمبر کہہ دیجئے! اے اہل کتاب آؤ ایک ایسے کلمہ کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کا کسی کو شریک نہ بنا سکیں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے علاوہ رب نہ بنائے، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہو تم گواہ رہو کہ بے شک ہم تو مسلمان ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے فرمان مبارک میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ:

”ان رسول اللہ ﷺ لما بعث معاذاً على اليمن قال انك تقدم على قوم اهل كتاب فليكن اول ماتدعوهم اليه عبادة الله فاذا عرفوا الله فاخبرهم ان الله قد فرض عليهم خمس صلوات في يومهم و ليلهم فاذا فعلوا فاخبرهم ان الله فرض عليهم زكاة من اموالهم و ترد على فقرائهم فاذا اطاعوا بها و توق كرائم اموال الناس۔“ (۹)

”حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”اے معاذ! تم ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہو، جو اہل کتاب کا ایک گروہ ہیں۔ لہذا تم سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا، اگر وہ اللہ کو پہچان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی قبول کر لیں تو انہیں مطلع کرنا کہ اللہ نے ان پر ان کے مال کی زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور انہی کے غرباء میں تقسیم کی جائے گی۔ اگر وہ اس حکم کو بھی تسلیم کر لیں اور ادائے زکوٰۃ پر تیار ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ وصول کرنا۔ خبردار لوگوں کے بہترین مال کو ہاتھ نہ لگانا۔“

چنانچہ ان نصوص کی روشنی میں اثبات توحید، اثبات رسالت اور اثبات آخرت وہ بنیادیں ہیں کہ جن سے مکالمہ کا آغاز ہوتا ہے اور اسی پر مکالمہ کی بنیاد رکھی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکالمہ میں گفتگو اور کلام کا آغاز ان امور سے کرنا چاہیے جو دونوں فریقین میں امکانی حد تک مشترک ہیں۔ بالخصوص اہل کتاب میں تو بہت سی اقدار مشترک ہیں۔ چنانچہ مکتوبات نبوی ﷺ میں مکالمہ کے اس اصول کا بخوبی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ شاہ حبشہ، نجاشی (۹) کو لکھا:

”اما بعد انى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المومن المهيمن۔“ (۱۰)

”میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی حقیقی بادشاہ ہے، وہ تمام عیبوں سے پاک ہے، امن دینے والا اور سب کا نگہبان ہے۔“

والی بحرین (منذر بن ساوی) کو تحریر کیا:

”فانى احمد الله الذى لا اله غيره و اشهدان لا اله الا الله و ان محمد ا عبده و رسوله۔“ (۱۱)

”میں تجھ سے اس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

ایک اور خط میں تحریر فرمایا:

”فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو لا شريك له و ادعوك الى الله وحده تومن بالله۔“ (۱۲)

ان مکتوبات میں کس خوبصورتی کے ساتھ کلمہ سواء یعنی عقیدہ توحید کی دعوت دی جا رہی ہے۔ محض ایجابی انداز سے ہی نہیں بلکہ سلبی انداز سے بھی۔ اسی طرح بعض مکتوبات میں شہادت توحید و رسالت کے ساتھ آخرت کے عقیدے کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے:

”فانى انا رسول الله الى الناس كافة لا نذر من كان حياً و يحق القول على الكافرين۔“ (۱۳)

”میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ ہر زندہ انسان کو (آخرت کا) ڈر سناؤں اور کافروں پر اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔“

۲۔ فریق مخالف اور مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ:

مکالمہ بین المذہب میں مخاطب اور فریق مخالف کا ادب و احترام از حد ضروری ہے۔ کوئی کلمہ ایسا تحریر نہ کیا جائے یا کوئی انداز اور اسلوب ایسا اختیار نہ کیا جائے جس سے مخاطب کی عزت نفس مجروح ہو۔ وہ قیادت کے جس منصب پر فائز ہو اس کو تسلیم کیا جائے۔ گفتگو، کلام اور تحریر میں اس امر کو پیش نظر رکھا جائے۔

مکتوبات نبوی ﷺ میں شاہان کے خطاب کا انداز ملاحظہ ہو:

”من محمد رسول الله الى النجاشي عظيم الحبشه۔“ (۱۴)

”من محمد عبد الله و رسوله الى هرقل عظيم الروم۔“ (۱۵)

”من محمد عبد الله و رسول الى المقوقس عظيم القبط۔“ (۱۶)

”من محمد عبد الله و رسول الى كسرى عظيم فارس۔“ (۱۷)

رسول اکرم ﷺ نے ان کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کرتے ہوئے دعوت دی۔ اسی طرح جو والی یا گورنر تھے ان کے نام تحریر کیے گئے۔

مکتوب نبوی ﷺ کی معاصر تاریخ میں ہمیں ایک ایسے خط کا تذکرہ بھی ملتا ہے جس میں ایک فرماں رواں خسرو پرویز دوسرے فرماں رواں قیصر روم کو یوں مخاطب ہوتا ہے:

”سب خداؤں سے بڑے خدا، تمام روئے زمین کے مالک خسرو کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام۔ تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے خدا پر بھروسہ ہے کیوں نہ تیرے خدا نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا؟ میں اس وقت تک صلح نہیں کروں گا جب تک تو اپنے صلیبی خدا کو چھوڑ کر آتش پرستی اختیار نہ کر لے۔“ (۱۸)

آج کے دور میں مکالمہ کے لیے لازمی امر ہے جو جس مقام اور منصب پر فائز ہے خواہ وہ روحانی ہو یا دینی، سیاسی یا سماجی، اس کے مقام کو مد نظر رکھا جائے۔

۳۔ مخاطب کے فکری پس منظر سے آگاہی:

مکالمہ بین المذاہب کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کے ذہنی رجحان، اس کے عقیدہ، اس کی تاریخ یہاں تک کہ اس کے جغرافیہ کو بھی مد نظر رکھا جائے۔ یہود و نصاریٰ، قوم مجوس اور مشرکین عرب کے جو عقائد تھے اور جن گمراہیوں میں وہ مبتلا تھے رسول اکرم ﷺ نے بلیغ انداز میں اپنے مکتوبات میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً

خیبر کے سرداروں کے نام خط میں لکھا:

”من محمد رسول الله صاحب موسى و أخيه المصدق لما جاء به ، الا ان الله قال لكم يامعشر اهل التوراة وانكم لتجدون ذالك في كتابكم۔ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكْعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مَنْ أَثَرُ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَّرَعٍ أُخْرِجَ شَطَآءُ فَأَزْرَهُ فَاسْتَعْلَطَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ يُعْجَبُ الزُّرَّاعُ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔“ (۱۹)

شاہ روم ہرقل (Herclius) اور بنام شاہ قبط مقوقس (Muqawaqis) کے مکتوب میں اس آیت کا انتخاب

فرمایا۔

﴿قُلْ يَا هَلْ الْكِتَابُ تَعَالُوا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (۲۰)

شاہ فارس کو لکھا:

”ان لا اله الا الله وحده لا شريك له۔“

چونکہ مجوسی شرک کرتے ہیں اور دو خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کو شرک سے روکا گیا ہے۔

شاہ حبش نجاشی کے مکتوب میں تحریر فرمایا:

”اشھدان عیسیٰ ابن مریم البتول الطیب الحصینہ فحملت بعیسیٰ من زوجہ و نفعہ کما خلق آدم بیدہ۔“ (۲۱)

”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم بتول طیبہ عقیقہ کی جانب القا کیا کہ وہ اللہ کے نبی عیسیٰ کی والدہ بنیں پس اللہ ہی نے ان کو اپنی روح سے پیدا کیا اور اس کو (حضرت مریم) میں پھونک دیا جیسا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔“

مخاطب کے فکری پس منظر کے ضمن میں یہ ادراک بھی از حد ضروری ہے کہ مخاطب کی زبان کیا ہے، ان کے رسم و رواج کیا ہیں۔ چنانچہ جن سرفراہ اور قاصدین کو روانہ کیا گیا یہ بھی نگاہِ پیغمبر کا کمال تھا کہ وہ ان کی زبان، جغرافیہ، آداب سفارتکاری سے پوری طرح باخبر تھے۔ (۲۲)

۴- دین کا وقار بلند رکھنا:

رسول اکرم ﷺ کا مکالمہ خواہ مشرکین عرب سے ہو یا ونود العرب سے یا آپ نے مکتوبات تحریر فرمائے۔ آپ نے کہیں بھی مداہنت اور سودے بازی سے کام نہیں لیا (جیسا کہ آج کے دور میں وحدۃ الادیان کا چرچا ہے کہ تھوڑا تھوڑا حصہ سبھی مذاہب سے لے لیا جائے۔)

آپ ﷺ نے دین اسلام کو پورے وقار کے ساتھ مخاطب کے سامنے پیش فرمایا۔ مکتوبات کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

”أسلم تسلّم“ (اسلام قبول کر لو سلامتی پاؤ گے)

”یوتک اللہ اجرک مرتین“ (اللہ تعالیٰ تمہیں دوہرا اجر دے گا)

”فان تولیت فعلیک اثم المجوس / اثم القبط / اثم الاریسین۔“

اگر تم نے روگرانی کی تو پھر مجوسیوں / قبطیوں اور عوام کا وبال بھی تم پر پڑے گا۔

والسلام علی من اتبع الهدی (سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے)

گویا خطاب میں محض اپیل کا انداز نہیں بلکہ انذار اور تبشیر کا بھی اسلوب ہے۔

شاہ فارس کو لکھا:

”فانی انا رسول اللہ الی الناس كافة لانذر من کان حیا و یحق القول علی الکافرین۔“ (۲۳)

جب مسلمہ نے آپ کو خط لکھا کہ مجھے آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کر لیا گیا ہے، نصف زمین ہماری اور

نصف قریش کی مگر قریش حد سے بڑھنے والے ہیں۔

اس خط کا جواب دیتے ہوئے آپ ﷺ نے لکھا:

”من محمد الى مسلمة الكذاب! بلغني كتابك الكذب والافتراء على الله و ان الارض-
يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين والسلام على من اتبع الهدى۔“ (۲۴)

ھو ذہ بن علی رئیس پیامہ کو لکھا:

”سلم علی من اتبع الهدی و علم ان دینی سیظھر الی متھی الخف و الحافر فاسلم تسلیم ، و
اجعل لك ماتحت يدك“ (۲۵)

”یاد رکھو میرا دین عن قریب دور و نزدیک تک غالب آنے والا ہے۔ اس لیے اسلام قبول کر لو، سلامتی پاؤ گے۔
اسلام قبول کر لو تو تمہارا مقبوضہ ملک تمہارے قبضہ و تسلط میں رہے گا۔“

ھو ذہ بن علی کو جب آپ نے مکتوب تحریر فرمایا تو ھو ذہ نے اس کے جواب میں لکھا:

جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں، وہ بہت اچھا دین ہے، میں اپنی قوم کا مشہور خطیب اور شاعر ہوں
اور اس لیے عرب میری بڑی عزت کرتے ہیں، اگر آپ مجھے اپنی حکومت میں شریک کر لیں تو میں آپ کی پیروی کے
لیے تیار ہوں۔ (۲۶)

اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”اگر وہ مجھ سے ایک بالشت بھر زمین بھی طلب کرے گا تو میں نہیں دوں گا۔ جو کچھ اس (اللہ) کے قبضے میں ہے
وہ جاننے والا ہے۔“ (۲۷)

۵۔ نصیحت و خیر خواہی اور نرمی کا اسلوب اختیار کرنا:

مکالمہ بین المذہب میں ایک داعی کا اسلوب یہ ہے کہ پوری خیر خواہی، درود کے ساتھ مخاطب کو دعوت
دے جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

”فقولا له قولاً لينا لعله يتذكر أو يخشى۔“ (۲۸)

چنانچہ ہم مکتوبات میں آپ کا یہ اسلوب جا بجا دیکھتے ہیں۔

شاہ جہش نجاشی کو خط کے آخر میں لکھا:

”قد بلغت و نصحت فاقبلوا نصیحتی و السلام علی من اتبع الهدی۔“ (۲۹)

”میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا اور تمہیں نصیحت کر دی، پس تم میری نصیحت کو قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت
کی پیروی کرے۔“

منذر بن ساوی حاکم بحرین کے نام خط میں لکھا:

”اما بعد فانی اذكرك الله عزوجل فانه من ينصح فانما ينصح و انه من يطع رسلي و يتبع

امرہم فقد نصح لی۔“ (۳۰)

”بعد ازاں میں آپ کو خدا کی یاد دلاتا ہوں جو نصیحت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے جو شخص میرے قاصدوں کی پیروی کرے اور ان کی ہدایت پر عمل کرے گا اس نے حقیقت میں میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نصیحت کو قبول کیا اس نے حقیقت میں میری نصیحت کو مانا۔“

نجران کے عیسائی پادریوں کے نام مکتوب میں لکھا:

”فانی ادعوکم الی عبادۃ اللہ من عبادۃ العباد و ادعوکم الی ولایۃ اللہ من ولایۃ العباد۔“ (۳۱)

”میں تمہیں انسان کی عبادت کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور خود انسان کی تولیت میں سپرد کرنے کی بجائے خدا کی ولایت پر اعتماد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔“

سید محبوب لکھتے ہیں:

”مکتوبات نبوی ﷺ کے ایک ایک لفظ سے مخاطب کے لیے دردمندی اور خیر اندیشی کے دلی جذبات مترشح ہوتے ہیں۔“ (۳۲)

خلاصہ بحث:

مکتوبات نبوی ﷺ کے مذکورہ بالا پہلوؤں سے بطور خلاصہ تین اہم نکات سامنے آتے ہیں:

- ۱- رسول اکرم ﷺ کے مکتوبات کے نتیجے میں تین قسم کے رویے ہمارے سامنے آتے ہیں:
- ایک رویہ وہ ہے جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی دعوت کو تسلیم کیا جیسے شاہ جہش نجاشی۔
- دوسرا رویہ وہ ہے جس نے سخت رد عمل کا اظہار کیا اور معاندانہ رویہ اختیار کیا جیسے شاہ فارس۔
- تیسرا رویہ وہ ہے جس نے اگرچہ اسلام کی دعوت کو قبول تو نہیں کیا مگر سفارت کاری کے آداب کے مطابق قاصدوں کا اعزاز و اکرام کیا، آپ کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا، اپنے کچھ عذر بتائے، مگر آپ کے لیے تحفے تحائف بھی ارسال کیے جیسے شاہ مصر، شاہ روم وغیرہ۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو آج کی دنیا میں مکالمہ بین المذاہب کے حوالے سے انہی تین قسم کے رویوں کا سامنا ہے بالفاظ دیگر تینوں طرح کے مزاج کے حامل افراد و اقوام دنیا میں موجود ہیں۔ بہت سے ممالک غیر مسلم ہونے کے باوجود مسلمانوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کو دعوت و تبلیغ اور عبادت کے لیے نہ صرف آزادی دیتے ہیں بلکہ قانونی تحفظ بھی فراہم کرتے ہیں۔ بعینہ جیسے اس وقت کا حبشہ تھا۔

ایسے ممالک میں مسلمانوں کو ایسی حکمت عملی کے ساتھ کام کرنا چاہیے یا مکالمہ کرنا چاہیے کہ ان کے اعتماد کو ٹھیس

نہ پہنچے۔

کچھ ممالک معاندانہ رویہ رکھتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا نام تک سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے ایسے ممالک میں خاص حکمت کے ساتھ مکالمہ کی ضرورت ہے۔ ایسے ممالک جمہوریت اور سیکولرزم کے علمبردار ہیں تاہم مسلمانوں کو ان کے قانون اور ضابطہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے رابطہ و تعلق استوار کرنا ہے۔ اس لیے دعوت کے لیے ”حکمت عملی“ یکساں نہیں ہے۔ بلکہ مدعو کے لحاظ سے مختلف ہے۔

﴿ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة و جادلہم بالتی ہی احسن﴾ (۳۳)

یقیناً کچھ ممالک غیر جانبدار ہیں۔ وہ ہر مذہب اور عقیدہ کو آزادی دیتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کا نظام، قانون و دستور متاثرہ ہو۔ ایسے ممالک کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق خود امریکہ میں 20 ہزار کے قریب سالانہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔

دوسرا اہم نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگرچہ اب باقاعدہ مکتوبات کا وہ دور نہیں رہا تاہم مسلمانوں کو اس امر کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ وہ ایسا لٹریچر تیار کریں جو تینوں طرح کے طبقات اور رویوں کے لیے دعوت اور مکالمہ کا کام دے سکے۔ اسلام ایک عالم گیر دین ہے۔ اس کی دعوت تمام طبقات کے لیے ہے۔

تیسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ دیگر اقوام بالخصوص مغرب کے ساتھ مکالمہ میں ہمارا رویہ معذرت خواہانہ اور دفاعی کے بجائے اقدامی ہونا چاہیے۔ ہمیں اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات کی ایسی تاویل سے اجتناب کرنا چاہیے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ معروف روایت کے مطابق جب قریشی وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے مختلف آپشنز رکھے کہ آپ جو پیش کش بھی چاہیں قبول کر لیں اور دعوت سے باز آ جائیں تو اس وقت جو آپ نے الفاظ ارشاد فرمائے وہ ذہنی مرعوب کے شکار لوگوں کے لیے خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں اپنے مشن سے پیچھے ہٹنے والا نہیں ہوں۔“

حوالہ جات و حواشی

- ۱- انمل: ۲۹-۳۰
- ۱- حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعۃ الوثائق السياسية لعهد النبوی ﷺ الخلافة الراشدة، مطبعہ لجنۃ التألیف و الترجمة والنشر، ۱۹۵۶ء، مقدمہ
- ۲- طبری، ابن جریر، تاریخ الامم و الملوک (مترجم سید محمد ابراہیم ندوی) نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۷۰ء، ج: ۱، ص: ۳۴۵
- ۳- حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو مکتوب ملکہ سبا کو لکھا قرآن حکیم کے مطابق: انه من سلیمان و انه بسم الله الرحمن الرحيم. (انمل: ۲۷-۳۰)
- ۴- محبوب رضوی، سید، مکتوبات نبوی، اردو، یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز، ایبٹ روڈ لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۴۳-۴۴
- ۵- قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے۔ (قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى) (طہ، ۳۰: ۴۷)
- ۶- مکتوبات نبوی ﷺ، حوالہ مذکور
- ۷- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دارالصادر، بیروت، ۱۳۸۰ھ، ج: ۱، ص: ۲۵۸
- ۸- ال عمران ۳: ۶۴
- ۹- اخوجه البخاری فی کتاب الزکاة باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة .
- ۱۰- حبش، عرب کے جنوب میں مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ حبش عربی نام ہے، یونانی میں اسے ایتھوپیا (Ethopia) کہتے ہیں۔ حبش کا رقبہ دو لاکھ ستانوے ہزار مربع میل ہے۔ بعثت نبوی ﷺ کے زمانہ میں حبش کے تخت پر اصمہ نامی بادشاہ متمکن تھا۔ (مکتوبات نبوی ﷺ، حوالہ مذکور۔ ص: ۵۹)
- ۱۱- ابن سعد، الطبقات، ج: ۳، ص: ۱۰؛ الوثائق السياسية، ص: ۴۳
- ۱۲- ابن تیم، زاد المعاد، ج: ۳، ص: ۶۱-۶۲، ابن سعد، الطبقات، ج: ۳، ص: ۱۹؛ الوثائق السياسية، ص: ۸
- ۱۳- ابن سعد، الطبقات، ج: ۱، ص: ۲۷۵
- ۱۴- صحیح بخاری، ج: ۲، کتاب المغازی، تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۹
- ۱۵- ابن سعد، الطبقات، ج: ۳، ص: ۱۵؛ الوثائق السياسية، ص: ۲۵
- ۱۶- قسطلانی، شرح بخاری، ج: ۱، ص: ۶۷؛ الوثائق السياسية، ص: ۵۰

- ۱۷- ابن قیم، زاد المعاد، ج: ۳، ص: ۶۱؛ الوثائق السياسية، ص: ۷۲
- ۱۸- تاریخ الامم، ج: ۳، ص: ۹۰؛ الوثائق السياسية، ص: ۸۶
- ۱۹- الوثائق السياسية، حوالہ مذکورہ، ص: ۳۷-۳۸
- ۲۰- آل عمران، ۳: ۶۴
- ۲۱- سیرت حلبیہ، ج: ۳، ص: ۳۲۳؛ الوثائق السياسية، ص: ۴۳
- ۲۲- تفصیلات کے لیے دیکھیے: محمد یونس، ڈاکٹر، رسول اللہ کا سفارتی نظام، علوم شرعیہ پرنٹرز لاہور، ۱۹۹۶ء
- ۲۳- تاریخ طبری، ج: ۳، ص: ۹۰؛ الوثائق السياسية، ص: ۷۶
- ۲۴- الطبقات الکبریٰ، حوالہ مذکور، ج: ۱، ص: ۲۷۳
- ۲۵- الوثائق السياسية، حوالہ مذکور، ص: ۹۱؛ ابن قیم، زاد المعاد، جلد ۳، ص: ۱۹۴-
- ۲۶- الطبقات کبریٰ، ج: ۳، ص: ۱۸
- ۲۷- تاریخ طبری، ج: ۲، ص: ۲۳۲
- ۲۸- طہ، ۲۰: ۴۴
- ۲۹- مجموعہ الوثائق السياسية، ص: ۴۴
- ۳۰- زاد المعاد، ج: ۳، ص: ۶۱-۶۲، ابن سعد، الطبقات، ج: ۳، ص: ۱۹، ۲۷
- ۳۱- الوثائق السياسية، ص: ۱۰۰
- ۳۲- مکتوبات نبوی ﷺ، ص: ۴۲؛ نیز دیکھیے: محمد نسیم صدیق، مکتوبات اقدس، نسیم اکبر فاؤنڈیشن فیصل آباد، ۱۹۸۹ء-
- ۳۳- القرآن: ۱۶: ۱۲۵

